اردو ناول کا عہد بہ عہد ارتقاء

ناول اردو ادب کی نہایت ہی مقبول صنف ہے۔ یہ ہمارے ادب میں مقبول اس لیے ہے کیوں کہ داستان کے مقابلے اس میں پیش ہونے والے موضوعات، کردار اور پس منظر ہمارے اور آپ کے ارد گرد حقیقت سے تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ داستان کی طلسماتی اور سحر انگیز قصے آج ناول سامنے پھیکے پڑ چکے ہیں۔ اس صنف میں وہ وسعت اور ہمہ گیری ہے کہ یہ اپنے اندر ان تمام موضوع و مسائل کا احاطہ کر سکتی ہے جس کا تعلق ہماری زندگی، ہمارے سماج اور ہمارے معاشرے سے ہے۔ یہی نہیں یہ صنف زمانے کی تغیر پذیری کا اور وقتی واردات و حادثات کا بھی آئینہ ہے اسی باعث آگے چل کر اس کی حیثیت تاریخی بھی ہو جاتی۔

ڈپٹی نذیر احمد تا مرزا ہادی رسوا
(1869 - 1900)

روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ”۱۸۶۸ء کے آس پاس ڈپٹی نذیر احمد نے اپنی بیٹی کو اردو سکھانے کی غرض سے اصغری اور اکبری نام سے ایک قصہ کل ۲۶ ابواب میں باری باری لکھا“ جسے ان کی بیٹیوں نے حد درجہ پسند کیا۔ یہی نہیں آس پاس کے علاقے میں بھی اس کی شہرت ہوئی بالآخر ۱۸۶۹ء میں اس قصے کو ترتیب دے کر نذیر احمد نے ”مراۃ العروس“ کے نام سے شائع کیا جس نے کافی مقبولیت پائی۔ یہاں میں یہ عرض کرتا چلوں کہ نذیر احمد نے مراۃ العروس کو ناول کے نام سے موسوم نہیں کیا تھا۔ بلکہ وہ اس کے دیباچے میں لکھتے ہیں کہ ”یہ بالکل نئے طرز انداز میں لکھا گیا قصہ ہے۔“ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں ہمارے نقادوں نے اسے اردو کا پہلا ناول تسلیم کیا ہے کیوں کہ ”مراۃ العروس“ ناول کے کی فنی کسوٹی پر تو نہیں اترتا البتہ اس میں ناول کا ہیولہ ضرور تیار ہوتا ہوا ملتا ہے۔“ اور یہیں سے اردو ناول نگاری کا آغاز ہو جاتا ہے“۔

چونکہ ڈپٹی نذیر احمد سرسید تحریک سے جڑے ہوئے تھے اس لئے انہوں اپنے ناولوں میں بیشتر اصلاحی پیغام دیے۔ امور خانہ داری، لڑکیوں کی پڑھائی، سینے پرونے کا ہنر، ان کی شادی کے بعد کی زندگی، ان کے رہن سہن، بچوں کی پرورش و پرداخت، مذہبی تربیت، غرض ایسے ہی معمولات و موضوعات کو انہوں نے اپنے ناول کا موضوع بنایا جس میں ہم ”مراۃ العروس“ ”بنات النعش“ اور ”توبۃ النصوح“ کے نام لے سکتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے ”ایامی“ میں بیوہ کی شادی کی وکالت کی اور ”فسانہ مبتلا“ میں ایک

سے زائد شادیوں کے نقصانات کو اجاگر کیا۔ نذیر احمد کے بعد اسی زمین پر لکھنے والوں کی ایک لمبی قطار نظر آتی ہے جنہوں نے گھر، آنگن ،روزانہ کے معمولات کے علاوہ مذہبی واصلاحی ناول لکھے۔ان میں ۔۔۔

انیسویں صدی میں ۱۸۸۰ء کے آس پاس اردو ناول میں دو اہم نام سامنے آتے ہیں جنہوں نے تاریخی اور معاشرتی موضوع ومسائل پر سینکڑوں ناول لکھے اور اپنے پیچھے ایسے ناول نگاروں کی جماعت بھی ساتھ لے کر چلے۔ میری مراد عبدالحلیم شرر اور پنڈت رتن ناتھ سرشار سے ہے۔ ہندوستانی سلطنت اور اسلامی تاریخی واقعات کو ناول کے فن میں بڑے ہی دلکش انداز میں پیش کیا۔ اس کے اس کارنامے سے ایک طرف جہاں ہندوستانی عوام احساس کمتری کے حصار سے باہر آنے کی کوشش کرنے لگی وہیں دوسری طرف اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اردو ناول نے عوام خواص میں بے پناہ مقبولیت پائی۔

اب اردو ناول شرر اور سرشار کے باعث فنی اعتبار سے کافی مظبوط ہو چلی تھی۔ شرر اور سرشار کے علاوہ اسی عہد میں سید احمد دہلوی، ظہیر بلگرامی، غلام حیدر جیسے ناول نگار بھی تھے جنہوں ناول نگاری کے اس ابتدائی سفر میں اپنے ناپختہ تخلیق سے اردو ناول کی آبیاری کی۔ان کے علاوہ اس عہد میں سجاد حسین نے ''حاجی بغلول کا پلیٹ'' اور ''احمق الدی'' جیسے مشہور مزاحیہ ناول بھی لکھے جس سے ناول نگاری کے باب میں نئے رنگ کا اضافہ کہا جاسکتا ہے۔

اسی عہد میں اردو ناول نگاری کے میدان میں ایک بڑا نام ابھر کر آیا جسے اردو دنیا مرزا ہادی رسوا کے نام سے جانتی ہے۔ ناول کی ابتدائی عہد میں اردو ناول کو فنی اعتبار سے رسوا نے مظبوط بنایا۔ان کے شہرۂ آفاق ناول ''امراءجان ادا'' کو ناقدین نے اردو کا پہلا باضابطہ فنی اعتبار سے کامیاب ناول قرار دیا ہے۔ یہ ناول ۱۸۹۹ء میں شائع ہوا۔اس کے علاوہ رسوا نے ''شریف زادہ'' کے نام سے بھی ایک عمدہ ناول لکھا۔

اب ہم ذیل میں اس عہد کے اہم ناول نگار اور چند اہم ناول کے اسماء درج کر رہے ہیں:

اہم ناول نگار:

''ڈپٹی نذیر احمد، راشد الخیری، منشی سجاد حسین، عبدالحلیم شرر، پنڈت رتن ناتھ سرشار، مرزا محمد سعید، مرزا ہادی رسوا قاری سرفراز حسین، محمد علی، سید محمد آزاد، آغا شاعر وغیرہ کے نام اہم ہیں''۔

اہم ناول:

''توبۃ النصوح''، ''رویائے صادقہ''، ''ایامی''، ''ابن الوقت'' (ڈپٹی نذیر احمد)، ''منصور موہنا''، ''حسن کا ڈاکو''، ''فردوس بریں'' (عبدالحلیم شرر)، ''فسانۂ آزاد''، ''کامنی''، ''پی کہاں''، ''جام سرشار'' (سرشار)، ''بہار چمن''، ''شاہد رعنا''، ''تماشہ چمن'' (منشی سجاد حسین)، ''ماہ عجم''، ''منازل السائرہ''، ''صبح زندگی شام زندگی'' (راشد الخیری) ''حاجی بغلول کا پلیٹ''، ''احمق الدی'' (سجاد حسین)، ''امراءجان ادا''، ''شریف زادہ'' (مرزا ہادی رسوا)، ''صورت الخیال'' (شاد عظیم آبادی)

پہلے عہد کا مجموعی تاثر: مجموعی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس عہد میں اردو ناول نے ہمارے ادب میں آنکھیں ہی نہیں کھولی بلکہ نذیر احمدؔ کے بعد شررؔ، سرشار اور رسواؔ جیسے ادیبوں نے اسے چلنا بھی سکھایا۔ متعدد موضوعات پر اس عہد میں کثیر تعداد میں ناول لکھے گئے۔ جن میں سے ''امراؤ جان ادا''، ''فردوسِ بریں''، ''زوال بغداد''، ''شریف زادہ''، ''فسانۂ آزاد'' اور ''صبحِ زندگی'' فن اور موضوع و مواد کے اعتبار سے بہت ہی کامیاب ناول ہیں۔